کامریڈ صبغت صاحب کی طرف سے ایتھیئسٹ تحریک پر اعتراضات کا تجزیہ

ایک مختصر تحریر جو کہ شاید کمیونسٹ کمیونٹی اور ایتھیسٹ کمیونٹی کے مابین غلط فہمیوں کو رفع کر سکے۔

زمانہ اسلام میں میں ایک سیدھا سادھا سا مسلمان تھا اور کمیونزم کے متعلق زیادہ علم نہیں تھا، سوائے اس تاثر کے کہ تمام کمیونسٹ ایتھیسٹ دہریے ہوتے ہیں۔ جنانچہ جب اسلام ترک کر کے نیا نیا میں ایتھیزم کی آغوش میں آیا تو اس وقت کافی کنفیوژن کا شکار ہوا جب مجھے کچھ کمیونسٹ حضرات کی طرف سے ایتھیسٹ تحریک پر اعتراض اٹھتے دکھائی دیے۔

دیکھا جائے تو یہ ایک انٹرسٹنگ ٹاپک ہے۔ کم از کم مجھے انٹرسٹنگ محسوس ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ اسلام سے ایتھیزم کی طرف سفر کرتے کرتے غیر معتصبانہ اور منصفانہ 'فری تھنکنگ' روح میں گھس چکی تھی اور تمام فیصلے اب فری تھنکنگ اور انصاف کی بنیاد پر ہی ہونے تھے۔ دوسرے الفاظ میں، ایتھیزم سے مجھے کوئی 'جذباتی لگاؤ' نہیں ہے اور نہ ہی ایتھیزم میرے لیے مقدس ہے، بلکہ ہر چیز کا فیصلہ 'دلیل' پر ہونا ہے۔

چنانچہ یہ مختصر سی تحریر ان تمام احباب کی نذر ہے جو کہ میری طرح ہی کچھ کمیونسٹ دوستوں کے ایتھیزم پر اعتراضات کی وجہ سے کنفیوژن محسوس کر رہے ہیں۔

سب سے پہلا اعتراض کامریڈ صبغت صاحب کی طرف سے پڑھنے کو ملا۔ انہوں نے تحریر فرمایا:

> کمیونسٹوں (مذہبی ہوں یا ملحد) کا کام اجتماعیت کے لیے ہے، جب کہ نرے ملحدین کا کام انفرادی ہے، اور وہ صرف اپنی ذاتی اور فوری خوشی کے لیے کوشش کرتے ہیں، جس کا زیادہ تر تعلق اس احساس کی تسکین ہے جو کہ سماجی جبر کی وجہ ان کو کاٹتا ہے۔ لہٰذا وہ مذہبی لوگوں کی دل شکنی کرتے رہتے ہیں۔ دوسری سب سے اہم بات یہ کہ ان کے پاس کوئی مقصد ہے نہ ہی کمیونسٹوں کی طرح کوئی معاشی، سیاسی، سماجی، اخلاقی نظام یا اس کی مثالیں، نہ فلسفہ، نہ سائنس، نہ نفسیات، نہ تاریخ، نہ کوئی بنیاد۔۔۔ وغیرہ

میں کامریڈ صبغت صاحب کا شکر گذار ہوں کہ کم از کم مجھے ڈور کا سرا تو ملا کہ آخر ان کمیونسٹ دوستوں کو ایتھیسٹ تحریک سے شکایات کیا ہیں۔

جواباً میری کامریڈ صبغت کی خدمت میں گذارشات یہ ہیں کہ:

1۔ آپ ایتھیسٹ کمیونٹی کے کام کا 'انفرادیت' کے نام پر انکار کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ آپ کیسے انفرادیت کو نظر انداز کر کے اجتماعیت پر چھلانگ لگا سکتے ہیں۔ انفرادیت کے بغیر اجتماعیت کا تصور ممکن ہی نہیں۔ انفرادیت ہی اجتماعیت کو بنیاد فراہم کرتی ہے۔

2۔ اس مسئلے کو سمجھیے کہ ایتھیزم خود کو صرف خدا اور مذہب کے وجود یا عدم وجود کے سوال تک محدود کرتی ہے۔ چنانچہ ایتھیزم کا کمیونزم سے تقابل کر کے اس سے معاشی، سیاسی، سماجی اور اخلاقی نظاموں کا مطالبہ کرنا دانشمندی نہیں بلکہ ایک فاش غلطی ہے۔

ایتھیزم اور کمیونزم کا تقابل ممکن نہیں، کیونکہ ایتھیزم کی حیثیت 'ماں' کی سی ہے

اس مسئلے کو مزید سمجھئے کہ ایتھیزم اور کمیونزم کا تقابل کیوں ممکن نہیں ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ایتھیزم کی حیثیت کمیونزم کے مقابلے میں ایک 'ماں' کی سی ہے۔ یعنی ایتھیزم ایک بنیاد ہے، اور اسی کی وجہ سے بعد میں کمیونزم کا نظریہ سامنے آ پایا ہے۔

ایتھیزم کے بطن سے ہی پہلے 'غیر مذہبی فری تھنکنگ' نے جنم لیا، اور پھر اسی غیر مذہبی فری تھنکنگ کے بطن سے دیگر تمام معاشی، سیاسی، سماجی اور اخلاقی نظاموں نے جنم لیا، چاہے یہ سیکولرازم ہو، یا پھر ڈیموکریسی، یا پھر ماڈرن زمانے کے کوئی بھی غیر مذہبی قوانین۔ ماڈرن فیمینسٹ تحریک بھی اسی فری تھنکنگ کا نتیجہ ہے۔ حتیٰ کہ سرمایہ دارانہ نظام اور بذاتِ خود کمیونسٹ نظام بھی اسی غیر مذہبی انسانی فری تھنکنگ کا ہی تحفہ ہے۔ اس غیر مذہبی فری تھنکنگ کو ہم دوسرے الفاظ میں 'ایتھیسٹ فری تھنکنگ' بھی کہہ سکتے ہیں۔

اور اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جدید کمیونزم کا بانی کارل مارکس خود پکا ایتھیسٹ تھا، اور اس نے غیر مذہبی فری تھنکنگ کے نتیجے میں ہی جدید کمیونزم کے نظریے کو بیان کیا۔

نوٹ:
اس 'غیر مذہبی ایتھیسٹ فری تھنکنگ' کے مقابلے میں مذہبی حضرات اپنے نظاموں کو مذہبی تھنکنگ کے ذریعے بناتے ہیں، جیسے کہ بادشاہت کا نظام یا اسلامی خلافت کا نظام، یا پھر کلیسا کا نظام۔ اسی طرح مذہبی قوانین کا نظام ہے جیسے کہ اسلامی شریعت وغیرہ۔

ایتھیسٹ تحریک کی تاریخ اور معاشروں پر اثرات

کامریڈ صبغت صاحب نے اوپر دعویٰ کیا تھا کہ کمیونزم کے مقابلے میں ایتھیزم کی نہ کوئی تاریخ ہے اور نہ اس میں کوئی کردار۔ لیکن یہ دعویٰ بھی درست نہیں ہے۔

تاریخ کی سب سے قدیم ایتھیسٹ تحریک ہندوستان کے 'چارواکہ' تھے کہ جنہوں نے ہندو مذہب اور اسکے خداوؤں اور مقدس کتابوں کا انکار کیا (بلکہ تمام خداوؤں کا انکار کیا اور وہ اس حوالے سے مکمل ایتھیسٹ تھے)۔
اسی چارواکہ تحریک سے متاثر ہو کر دیگر آگناسٹک/Deist تحریکیں قدیم ہندوستان میں پیدا ہوئیں جنہوں نے اگرچہ کہ کسی غیبی طاقت کا کھل کر تو انکار نہیں کیا، مگر غیبی طاقت کے نام پر بنائے گئے ہندو مذہب کا انکار ضرور سے کر دیا، اور پھر تمام تعلیمات اا پنی انسانی عقل استعمال کرتے ہوئے فری تھنکنگ کی بنیاد پر بنائیں۔ یہ تحریکیں بدھسٹ اور جین تحریکیں تھیں جنہوں نے ہندو مذہب کے ویدوں اور دیگر کتب اور ہندو مذہب کا انکار کر دیا تھا۔

قدیم چین میں ایتھیسٹ تحریک Taoism کی صورت میں سامنے آئی۔

قدیم یونان وروم میں شاعر، ادیب اور فلاسفرز پیدا ہوتے رہے جو ایتھیسٹ نظریات کا پرچار کرتے تھے (لنک).

اور جدید دور میں یہ ایتھیسٹ تحریک ہی ہے جس نے جدید یورپ کو مذہب کے پنجے سے نجات دلائی، اور اسے آہستہ اہستہ سیکولرازم کی طرف دھکیلا۔ یورپ کی ایتھیسٹ تحریک کے بغیر یورپ کا مذہب سے نجات پانا اور سیکولرازم کی طرف بڑھنا بہت مشکل تھا۔ اس انفرادی ایتھیسٹ تحریک نے ہی یورپ مین تمام پرانے نظریات اور نظاموں کو چیلنج کیا تھا۔ اس کے بعد ہی لوگوں نے سوچنا شروع کیا اور صرف مذہب ہی نہیں، بلکہ مذہب کے دیے گئے بادشاہی نظام اور کلیسا کے نظام کو بھی رد کرنا شروع کیا۔ اسی انفرادی ایتھیسٹ تحریک کے ہی اثرات تھے کہ یورپ نے مذہبی نظام کو ریاست سے علیحدہ کر کے "سیکولر نظام" کو ریاست کے لیے منتخب کیا۔

چنانچہ ایتھیسٹ تحریک نہ صرف یہ کہ اپنی تاریخ رکھتی ہے، بلکہ جدید دور میں تو یہ انتہائی اہم کردار رکھتی ہے۔ یہ کردار یورپ سے شروع ہوا، اور آج پوری دنیا میں پھیل گیا ہے۔ آج یورپ میں اسی انفرادی ایتھیسٹ تحریک نے مذہب کو اس حد تک کمزور کر دیا ہے کہ یورپ میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا نظریہ ایتھیزم ہی ہے۔

کامریڈ حضرات کا دعویٰ: یورپ کو مذہب سے نجات ایتھیسٹ تحریک نے نہیں، بلکہ سرمایہ دارانہ نظام نے دلائی

مگر لگتا ہے کہ کمیونسٹ کمیونٹی کو کسی بھی ایتھیسٹ تحریک اور اس کے اثرات کا انکار ہے۔ کامریڈ رفعت صاحب نے جدید یورپ میں ایتھیسٹ تحریک کے کردار کا انکار کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

> یورپ میں ذرائع پیداوار کی ترقی نے پرانے سماجی ڈھانچے کو توڑا ہے. فیوڈلزم کے خلاف جدید سرمایہ دار نے تحریکیں چلائیں عام عوام کو ساتھ ملایا اور فتح حاصل کی اور سرمایہ داری نظام کی بنیاد رکھی. اسی سرمایہ داری نے مذہبی جبر کا خاتمہ کیا کیونکہ مذہب انکی ترقی کے راستے میں رکاوٹ تھا. یہی وجہ ہے کہ ایتھیسٹ لوگوں کو بھی کھل کر بولنے اور جینے کا حق ملا.. ایتھیسٹ

ذرا تاریخی مادیت کا مطالعہ کریں. تاریخ میں ایتھیسٹوں کی ایسی کوئی تحریک نظر نہیں آتی جس نے سوسائٹی کو تبدیل کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہو . . .

فیوڈل ازم تو تاریخ کا ہمیشہ سے حصہ رہا، اور ذرائع پیداوار بھی ہمیشہ سامنے آتے رہے اور اس کی بنیاد پر ماضی کی کئی سلطنتوں نے عظیم ترین ترقیاں بھی کیں، مگر یہ سب چیزیں کبھی بھی مذہب کو نہیں چیلنج کر سکیں۔

خود آج عالم اسلام میں فیوڈل ازم موجود ہے، اور انتہائی غربت کے باوجود چیلنج نہیں ہوتا، اور اگر چیلنج ہو بھی جائے اور ملک عظیم ترقی بھی کرتا ہوا امیر ہو جائے، مگر اس کے باوجود مذہب پھر بھی چیلنج نہیں ہوتا۔ سرمایہ دار طبقہ ان تمام امیر اسلامی ممالک میں بھی موجود ہے، مگر اس کے باوجود مذہب اپنی جگہ موجود ہے۔

مگر یورپ میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا تھا کہ سائنس نے مذہب کے خلاف انقلاب کی ابتدا کی، جسے پڑھے لکھے طبقے نے اپنایا اور اس بنیاد پر والٹیئر جیسے مفکر اور فلسفی مذہب کے مقابلے میں آزادی رائے کی تحریک چلاتے رہے، اور انسانی تاریخ مین پہلی مرتبہ ایتھیسٹ تحریک منظّم ہوئی اور اسے بڑی following ملی، اسی کی وجہ سے پہلی مرتبہ فری تھنکنگ بڑے پیمانے پر شروع ہوئی، اسی کی بنیاد پر انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ مارکسزم اور کمیونزم جیسے نظریات سامنے آئے۔ اسی کے نتیجے میں پہلی مرتبہ انسانی تاریخ میں فیمینزم کی تحریک کا آغاز ہوا، اسی کے نتیجے میں انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ سیکولرازم کا نظام سامنے آیا۔

جدید سائنس: ایتھیسٹ تحریک کے ہاتھ میں وہ مہلک ترین اور فیصلہ کن ہتھیار جس نے مذاہب کو تہ و بالا کر ڈالا

ماضی میں ایتھیسٹ تحریکیں اٹھیں، مگر پرانے زمانے میں 'جہالت' زیادہ تھی اور اس لیے اہل مذہب نے قدیم ایتھیسٹ تحریکوں کو ختم کر ڈالا۔ اہل مذہب آسمانوں پر موجود خداوؤں اور فرشتوں اور زمین پر موجود معجزوؤں کی جھوٹی کہانیاں گھڑتے تھے، اور اُس وقت کے انسانوں کے پاس کوئی 'ذریعہ' نہیں ہوتا تھا کہ ان جھوٹی کہانیوں کی جانچ پڑتال کر سکے۔

لیکن جدید سائنس کے سامنے آنے کے بعد صورتحال یکسر تبدیل ہو چکی ہے۔

مذہب پر سب سے پہلے اعتراض جدید سائنسی ترقی کی وجہ سے اٹھنے شروع ہوئے جس کا پہلا سہرا پندرھویں صدی کے سائنسدان Nicolaus Copernicus کے سر جاتا ہے، جس نے geocentric کے متعلق جدید سائنسی تحقیق پیش کی۔ مگر چرچ پر سوالات اٹھنا شروع ہوئے جب سولہویں صدی میں گلیلیو نے نکولس کے کام کو اور زیادہ تشہیر دی اور اس کی پاداش میں چرچ نے براہ راست گلیلیو کو Inquisition کے حوالے کیا، اور نتیجے میں گلیلیو کو اپنی بقیہ زندگی گھر میں نظر بندی کی قید میں گذارنی پڑی۔

بقیہ رہی سہی کسر پھر چارلس ڈارون اور اس کی تھیوری آف ایوولوشن نے پوری کر دی۔

قدیم دور میں ایتھیزم کے تحریکیں اٹھیں، مگر جدید سائنس کی عدم دستیابی کی وجہ سے اہل مذاہب انہیں دبانے میں کامیاب رہے۔ لیکن جدید سائنس کی روشنی میں ایتھیزم کی جدید تحریک کو دبانا میری نظر میں مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہی ہے۔ یہ وہ فرق تھا قدیم اور جدید ایتھیسٹ تحریکوں میں۔

اسی وجہ سے یورپ میں جو جدید ایتھیزم کی تحریک اٹھی، تو اس نے عیسائیت جیسے آرگنائزڈ مذہب کی دھجیاں اڑانی شروع کر دیں اور اسے دھکیل کر بیک فٹ پر لا کھڑا کیا۔ کلیسا مجبور ہو گیا کہ وہ اپنی اصلاح کرنا شروع کر دے۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ اسی ایتھیسٹ (یا لامذہبیت) کی وجہ سے فری تھنکنگ کی تحریک اٹھی، فیمینزم کی تحریک اٹھی، سیکولرازم کی تحریک اٹھی، حتیٰ کہ مارکسزم کی تحریک بھی اسی ایتھیسٹ تحریک کا ہی تحفہ تھی۔

نتیجہ :

کمیونسٹ حضرات کو چاہیے کہ وہ ایتھیسٹ تحریک کو ماضی میں نہ ڈھونڈیے، بلکہ اس کو جدید سائنس کے بعد جدید ایتھیسٹ تحریک کی صورت میں ڈھونڈیے۔

کمیونسٹ انقلاب اور ایتھیسٹ انقلاب میں فرق

ایک اور فرق یہ ہے کہ معاشی نظام کے نام پر جو انقلاب آتے رہے، وہ "دیرپا" نہیں تھے۔ معاشی انقلاب عموماً یکدم آئے اور پھر یکدم غائب بھی ہو گئے۔ مثلاً سویت یونین کا انقلاب آیا، مگر یہ معاشی نظام بھی قابل نہیں ہوا

کہ یہ مذہب کو ختم کر پاتا، حالانکہ اس نے مذہب کے خلاف بھرپور طاقت کا بھی استعمال کیا۔ سویت یونین کے انقلاب کے خاتمے پر ہمیں ایک مرتبہ پھر ان علاقوں میں مذاہب زندہ ہوتے نظر آئے اور انہیں روکنے کے لیے پھر طاقت کا استعمال نظر آیا۔

لیکن ایتھیزم جو تبدیلی لاتا ہے، وہ انتہائی ٹھوس اور دیرپا اور مستقل ہوتی ہے اور اس تبدیلی کا واپس پلٹنا ناممکن ہے کیونکہ یہ تبدیلیاں جدید سائنس پر based ہیں۔

اس لیے مغربی یورپ میں ایتھیزم کو سرے سے کسی منظّم سیاسی قوت بننے کی ضرورت تک پیش نہیں آئی، اور وہ پس پردہ رہتے ہوئے انفرادی سطح پر ہی مذہب کی دھجیاں اڑانا شروع ہو گیا۔ اور یہ تبدیلی انتہائی ٹھوس اور مستقل ہے جس کا واپس پلٹنا ناممکن ہے۔

اگلی کامیابی ایتھیزم کی یہ ہے کہ اسے مذہب کے خلاف کبھی طاقت کا استعمال نہیں کرنا پڑا، بلکہ وہ فقط 'دلیل' کی بنیاد پر کامیابی حاصل کرتا جا رہا ہے۔

اگلا مسئلہ یہ ہے کہ سیکولر ڈیموکریسی پر مشتمل مغربی معاشرہ کمیونسٹ حضرات کو مکمل آزادی فراہم کرتا ہے کہ وہ اپنے نظریات کا پرچار کریں، لوگوں کو attract کریں، ان کا ووٹ حاصل کریں، اور پھر اپنا کمیونسٹ معاشی نظام جاری کریں۔ مگر عملی طور پر ہو یہ رہا ہے کہ کمیونسٹ انقلاب مغربی عوام کو attract کرنے میں مکمل ناکامی کا مظاہرہ کرتے نظر آ رہے ہیں۔ جبکہ مغربی عوام بغیر کسی تگ و دو کے خود بخود ایتھیزم کی طرف نہ صرف یہ کہ attract ہو رہی ہے، بلکہ یہ اتنے بڑے mass level پر ہو رہا ہے کہ ایتھیزم یورپ میں پھیلنے والا سب سے بڑا نظریہ بن گیا ہے۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ ایتھیزم کی تبدیلی 'دائمی' ہے، مگر کمیونزم کی تبدیلی دائمی نہیں؟

اسکی وجہ یہ ہے کہ ایتھیزم 'بنیاد' ہے اور یہ کمیونزم سے ایک درجہ اوپر موجود ہے۔ چنانچہ ایتھیزم جو تبدیلی لاتا ہے، وہ ایک '**بنیادی**' تبدیلی ہوتی ہے اور کمیونزم کے مقابلے میں ایک درجے اوپر کی تبدیلی ہے۔

اس لیے ہماری گذارش یہ ہے کہ ایتھیزم کا تقابل کمیونزم سے نہ کیا جائے، کیونکہ یہ دونوں ایک league میں موجود نہیں ہیں۔

پاکستانی معاشرہ اور کمیونسٹ انقلاب

سادہ الفاظ میں اگر کمیونسٹ حضرات کا اقتدار میں آنے کا طریقہ کار بیان کیا جائے تو وہ ہے "انقلاب"۔ کمیونسٹ حضرات کے مطابق وہ انتظار میں ہیں کہ کسی ملک کا معاشی نظام ناکام ہو، اور عوام سرمایہ داروں اور فیوڈلز کے خلاف اٹھ کھڑی ہو، اور وہ اس موقع کا فائدہ اٹھا کر اس ملک میں کمیونسٹ انقلاب بر پا کر دیں۔

پاکستان کے حوالے سے کامریڈ اختر صاحب تحریر فرماتے ہیں:

> انقلاب کمیونسٹ نہیں کیا کرتے انقلاب طبقے کی بغاوت سے کمیونسٹ کشید کرتے ہیں اور پاکستان میں انقلاب کی گنجائش 1917 کے روس سے کہیں گنا زیادہ ہیں. اور آج کا انقلاب 1917 سے کہیں گنا تیز رفتار اور طاقتور ہو گا۔

کامریڈ اختر صاحب کی بات کا مطلب یہ نکل رہا ہے کہ:

(1) کمیونسٹ نظام میں یہ اہلیت نہیں ہے کہ وہ کسی سیکولر ڈیموکریسی میں لوگوں کو اپنی طرف راغب کر سکے۔

(2) چنانچہ کمیونزم کو اقتدار میں آنے کے لیے لازمی طور پر ایک failed State کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ عوام فقط ایک ناکام ریاست میں بغاوت کے لیے اٹھ کھڑی ہو سکتی ہے۔

(3) دوسرے الفاظ میں جب تک مغرب میں سرمایہ دارانہ نظام کامیابی سے چل رہا ہے، اس وقت تک کمیونزم کے پاس اقتدار میں آنے کا کوئی چانس نہیں ہے۔

(4) اگلا مسئلہ یہ ہے کہ انقلات کی صورت مین خون کا بہنا بھی لازمی ہے کیونکہ پرامن طریقے سے انقلاب نہیں آتا اور بذاتِ خود کمیونزم میں بغیر انقلاب اور خون کے لوگوں کو اپنی طرف attract کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

(5) اور اگر کمیونسٹ انقلاب کے نتیجے میں اقتدار پر آ بھی جائیں، تب بھی گارنٹی نہیں ہے کہ یہ انقلاب پائیدار ثابت ہو گا۔ تب بھی اکثر صورتوں میں یہ نظر آتا ہے کہ اقتدار میں آنے کے بعد بھی اقتدار پر قائم رہنے کے لیے کمیونزم کو طاقت کے استعمال کی مستقل ضرورت پڑتی ہے۔

(6) اور جہاں تک اسلامی ریاستوں کا تعلق ہے، تو وہ اگر ناکام ریاستیں بن بھی جائین، تب بھی وہاں پر کمیونزم کا انقلاب کے ذریعے اقتدار میں آنے کی چانسز کم ہی دکھائی دیتے ہیں۔ افغانستان کی صورتحال ہمارے سامنے ہے جہاں تباہی کے باوجود افغان عوام مذہب کی طرف جا رہے ہیں اور اس سے بغاوت نہیں کر پا رہے ہیں۔ یہی حالت صومالیہ اور سوڈان کی ہے۔ یہی حالت پاکستان کی بھی لگتی ہے کہ جہاں ناکام ریاست کی صورت میں بھی کمیونزم کا اقتدار میں آنا مشکل لگتا ہے، اور زیادہ چانسز یہی ہیں کہ اسلامی پارٹیاں طاقت کے بل بوتے پر پاکستان میں اقتدار پر قبضہ کرنا چاہیں گی۔

پاکستان معاشرے میں بھی ماضی میں کمیونسٹ تحریک نے انقلاب کے ذریعے تبدیلی لانا چاہی اور ایک وقت تھا کہ جب وہ کامیابی بھی حاصل کر رہے تھے۔ مگر پھر وقت نے پلٹا کھایا اور آج کمیونسٹ تحریک پاکستان میں بے اثر ہو چکی ہے۔ آج وہ شاید کھل کر پاکستان میں ایتھیزم کی تبلیغ بھی کر سکتے ہیں، مگر پھر بھی وہ پاکستانی معاشرے پر اثرانداز ہونے میں کامیاب نہیں ہو پا رہے ہیں۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ کمیونسٹ معاشی اور سیاسی تحریک کو کامیابی کے لیے ہمیشہ پیچھے ایک "طاقت" کی ضرورت ہے۔ چنانچہ سویت یونین کی طاقت کے خاتمے کے بعد کمیونسٹ تحریک میری ناقص رائے میں اپنا اثر اور ڈر بہت حد تک کھو بیٹھی ہے۔

میں آج جب پاکستان کے حالات دیکھتا ہوں، تو میری سچی رائے یہ ہے کہ مجھے اہل مذہب دور دور تک کمیونسٹ تحریک سے خوف کھاتے دکھائی نہین دیتے ہیں، مگر وہ انتہائی خوفزدہ نظر آتے ہیں ایتھیسٹ تحریک سے۔ انہیں ڈر ہے کہ ایتھیسٹ تحریک پاکستان میں کہیں ان کا وہی حشر نہ کر ڈالے جو کہ ایتھیسٹ تحریک نے عیسائیت کا مغربی یورپ میں کیا ہے۔

یقیناً پاکستان مین ایتھیسٹ تحریک دور دور تک اتنی منظّم نہیں ہے جیسا کہ کمیونسٹ تحریک ہے۔ بلکہ سرے سے ہی ایتھیسٹ تحریک کا کوئی مرکز ہے اور نہ کوئی انتظام، اور یہ پاکستان میں مکمل طور پر انفرادی سطح پر چل رہی ہے۔

مگر مجھے یہ چیز ایتھیزم کی خوبصورتی لگتی ہے کہ اسے اثر انداز ہونے کے لیے اجتماعیت کی ضرورت ہے، اور نہ ہی سیاست کی اور نہ ہی طاقت کے استعمال کی۔۔۔ بلکہ یہ ایک ایسی 'سچائی' ہے جو کہ جلد یا بدیر خود کو خود بخود منوا لے گی۔

پی ایس:

مگر ایک مسئلہ یہ ہے کہ پاکستانی معاشرے میں آپ کو غیر اسلامی نظام کی "تبلیغ" کی اجازت ہی نہیں مل سکتی۔ چنانچہ فقط تبلیغ کے حق کا انتظار کرتے رہے تو پھر تو ایسی لولی لنگڑی اسلامی ڈیموکریسی کے ذریعے کوئی تبدیلی آنے والی نہیں ہے۔ چنانچہ اسلامی ممالک میں اگر کمیونسٹ حضرات انقلاب کے نتیجے میں حکومت حاصل کر لیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

کیا ایتھیسٹ تحریک کو سیاست میں آنا چاہیے؟

میری پرسنل رائے میں تو بالکل ایتھیسٹ حضرات کو سیاست میں آنا چاہیے، لیکن اس کے لیے ایتھیزم کے نام کا استعمال غلط ہو گا۔

ایتھیسٹ ہونے کے باوجود میرے نزدیک ایتھیزم 'مقدس' نہیں ہے، بلکہ 'انسانیت' مقدس ہے۔

اور میری رائے میں فری تھنکنگ کے ذریعے ہم لوگ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ 'سیکولرازم' وہ نظام ہے کہ جسے ہم 'انسانیت کا نظام' کہہ سکتے ہیں۔ سیکولرازم میں یہ اہلیت موجود ہے کہ یہ معاشرے کے ہر طبقے کو انسانیت کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کرتا ہے، اور سب کو انصاف کے ساتھ انسانی حقوق مہیا کرتا ہے۔ سیکولر نظام میں ایک مذہبی شخص کے انسانی حقوق میرے لیے محترم ہیں اور میرے انسانی حقوق اس مذہبی شخص کے لیے محترم ہیں۔

چنانچہ سیاست کے لیے سیکولر پارٹیز کو میدان میں اترنا چاہیے۔

کیا کمیونزم نظام میں یہ اہلیت ہے کہ وہ سیکولر نظام کو اپنے اندر سما سکے؟

میں اس سوال کا جواب کمیونسٹ دوستوں پر چھوڑتا ہوں۔ وہ ہمیں بتائیں کہ آیا سیکولرازم compatible ہے کمیونسٹ نظام کے یا نہیں؟ یا پھر ان دونوں میں ٹکراؤ ہے؟

یاد رہے کہ سیکولرازم کا تعلق "معاشی نظام" سے نہیں ہے۔

کیا ایتھیسٹ حضرات کو کمیونسٹ نظام کو سپورٹ کرنا چاہیے؟

اس کا جواب 'اجتماعی' سطح پر نہیں دیا جا سکتا، بلکہ ہر ایتھیسٹ اپنے انفرادی ترجیحات کے مطابق اس کا بہتر فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں ہے۔

معاشی حوالے سے سرمایہ دارانہ نظام اور کمیونسٹ نظام دونوں ہی غیر مذہبی (ایتھیسٹ) فری تھنکنگ کا نتیجہ ہیں، اور اس لیے ایتھیزم ان دونوں کی آپس کی بحث میں کسی بھی طرح ملوث نہیں ہے، بلکہ مکمل طور پر نیوٹرل ہے۔

چنانچہ ایتھیسٹ حضرات انفرادی سطح پر دونوں معاشی نظاموں کے دلائل کا موازنہ کریں، ان کے منفی اور مثبت پہلوؤں کا تجزیہ کریں، سوچیں، سمجھیں اور پھر انفرادی سطح پر اس معاملے میں فیصلہ کریں۔

میری ذاتی رائے میں کوئی بھی نظام 100 فیصد ہر طرح کے حالات کے لیے پرفیکٹ نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ حالات کے مطابق شاید کوئی نظام ایک جگہ بہتر نتائج دے سکے تو دوسری جگہ دوسرا نظام۔ یا پھر ان دونوں نظاموں کا آپس میں انضمام بھی ممکن ہے جیسا کہ سکینڈی نیوین ممالک **میں سوشل ڈیموکریسی** کی صورت موجود ہے۔

کمیونسٹ حضرات کا دعویٰ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام صرف امیر ممالک میں ہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن جس ملک میں بھی قدرتی وسائل کم ہو جائیں گے اور وہ غریب ہو جائے گا، تو پھر اس کے لیے ممکن نہیں رہے گا کہ وہ ایسے امیر ممالک کا سرمایہ دارانہ نظام میں مقابلہ کر سکے کہ جو کہ قدرتی وسائل کی وجہ سے امیر ہیں۔

چنانچہ ایتھیئسٹ حضرات کو سرمایہ دارانہ نظام کے حامیوں اور کمیونسٹ نظام کے حامیوں کے دلائل کا پرسنل لیول پر خود تجزیہ کرنا چاہیے، اور اپنے اپنے ملک اور جگہ کے حالات کے تحت دانشمندی سے فیصلے کرنے چاہیے ہیں۔

کمیونسٹ حضرات مذاہب پر "تنقید" کے مخالف ہیں، جبکہ ایتھیسٹ نظریہ مذاہب پر تنقید کی آزادی چاہتا ہے

کامریڈ صبغت صاحب نے لکھا تھا:

> //کمیونسٹ (مذہبی ہوں یا ملحد) کا کام اجتماعیت کے لیے ہ، جبکہ نرے ملحدین کا کام انفرادی ہے (یعنی مذاہب پر تنقید)//۔

چنانچہ نتیجہ یہ ہے کہ کمیونسٹ حضرات اپنی صفوں میں "اجتماعیت' پیدا کرنے کی خاطر، اور مذہبی حضرات کو بھی کمیونزم کی صفوں میں لانے کے لیے مذاہب پر براہ راست "تنقید" کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ ان کا طریقہ کار یہ نظر آتا ہے کہ وہ پہلے کمیونسٹ انقلاب لے آئیں، اور پھر طاقت کے ذریعے مذہب کی "تبلیغ" پر پابندی لگا کر اسے طاقت کے زور پر اندرونِ گھر تک محدود کر دیں۔

جبکہ اہل مذہب کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ بھی طاقت کے زور پر قابض ہو جانے کے بعد دوسرے مذاہب پر تبلیغ کرنے کی پابندی لگا دیتے ہیں۔

کمیونسٹ اور اہل مذہب حضرات کے برخلاف ماڈرن ایتھیسٹ تحریک سے وابستہ حضرات سب کو "تبلیغ" کا حق دینے کے بھی قائل نظر آتے ہیں، اور سب کو مذاہب/نظریات پر کھلی تنقید کا "حق" دینے کے بھی حق میں ہیں۔ یعنی جہاں "تبلیغ" ہے، وہاں لازمی "تنقید" بھی ہے۔۔

اور ایک انسان کو ان دونوں چیزوں (یعنی تبلیغ اور تنقید) کا بہ یک وقت حق صرف اور صرف ایک سیکولر نظام ہی دے سکتا ہے۔

چنانچہ ماڈرن ایتھیسٹ تحریک سے وابسہ افراد انفرادی سطح پر تبلیغ و تنقید کے قائل ہیں، اور معاشرے میں اجتماعیت حاصل کرنے کے لیے وہ پھر سیکولر نظام کی طرف جاتے ہیں، جو کہ ہر ہر مذہب و نظریے کے لوگوں

کے بنیادی انسانی حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔

جبکہ کمیونسٹ حضرات اور مذہبی حضرات دونوں کو عموماً سیکولرازم سے شدید اختلاف نظر آتا ہے، اور وہ طاقت کے زور پر مخالفین کی تبلیغ اور تنقید دونوں کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ کم از کم سویت یونین میں تو یہی چیز نظر آئی۔

اگر بات فقط "معاشی نظام" کی ہے تو کمیونٹی کی مجموعی صورتحال اور حالات کی خاطر اس پر کمپرومائیز شاید ممکن ہو سکے۔ لیکن پرسنل لیول پر سیکولرازم میرے لیے مقدس ہے، اور میں اس پر کمپرومائیز نہیں کر سکتا۔ میرے لیے معاشی نظام اتنا اہم نہیں ہے، بلکہ انسانی حقوق سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ میرے لیے موجودہ کمیونسٹ نظام اس وقت تک قابل قبول نہیں ہو پائے گا جب تک وہ یہ ثابت نہ کر پائے کہ اس میں اپنی اصلاح کی اہلیت ہے کہ وہ سیکولر نظام کو بھی اپنے اندر سمو سکتا ہے۔

چنانچہ اگر سیکولر ویلیوز کی ضمانت کے بعد کسی ملک میں معاشی سدھار کے لیے لوگ صرف "معاشی سطح" پر کمیونسٹ نظام لانا چاہتے ہیں اور وہ دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ معاشی نظام غریب عوام کو سرمایہ دارانہ نظام سے زیادہ بہتر نتائج دے گا، تو پھر مجھے اس میں کوئی اعتراض نظر نہیں آتا۔

پی ایس:

- میری معلومات بہر حال کمیونسٹ کمیونٹی کے متعلق پھر بھی ناقص ہیں۔
- اور صبغت صاحب بہر حال پوری کمیونسٹ کمیونٹی کے ترجمان نہیں ہیں۔
- بعد میں عطا کامریڈ صاحب سے گفتگو ہوئی تو کمیونسٹ کمیونٹی کی طرف سے کافی ساری ان غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہوا جو کہ کامریڈ صبغت صاحب سے بحث کی وجہ سے میری دماغ میں پیدا ہو گئی تھیں۔ کمیونسٹ کمیونٹی میں بھی مختلف رنگ موجود ہیں اور کامریڈ عطا صاحب ایتھیئسٹ تحریک کے مخالف نہیں، بلکہ حامی ہیں۔ ان کا شکریہ کہ انہوں نے میری کافی غلط فہمیاں دور کرنے میں میری رہنمائی کی۔